

... جب تک کہ وہ قوم اپنی حالت نہ بدلے

جلد ۶ نمبر ۲

الحکم

قادیان دارالامان

مورخہ ۱۴ جنوری سنہ ۱۹۱۲ء

ایڈیٹر
شیخ یعقوب علی تراب احمدی

تبلیغ کی جائیگی

ہندوستان سے باہر

پتہ گوئیم بالوالحمد ... قادیان پنجاب

دوا یعنی شفا ... دارالامان ...

قادیان دارالامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے شایع ہوتا ہے

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں دارالامان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی مالک و ایڈیٹر و پبلشر چھپکر شائع ہوا۔

قرآن کریم کی تلاوت انسان کی سعادت ہے

یہ بالکل سچ ہے۔ کہ قرآن مجید کی تلاوت مومن کی سعادت ہے اور ہر مسلمان ضروری سمجھتا ہے۔ کہ قرآن مجید کی تلاوت کرے۔ مگر اس میں بھی کم

تلاوت کی اصل غرض عمل ہے۔

علمی اور اعتقادی قوتوں کا نشوونما اس وقت تک نہیں ہوتا۔ جب تک انسان قرآن مجید کے مطالب اور مفہوم سے آگاہی حاصل نہ کرے۔ اور یہ

قرآن مجید کے ترجمہ اور تفسیر سے ہوتی ہے

اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ترجمۃ القرآن شروع کیا گیا ہے اور اس میں بامحاورہ ترجمہ کے علاوہ حاشیہ میں تفسیری نوٹ دیئے گئے ہیں۔ اور اس ترجمہ اور نوٹوں کی

خصوصیت یہ ہے۔ کہ قرآن مجید کی حقائیت اور عظمت اور اعجاز قوت کو ظاہر کیا جاوے

یہ ترجمہ اور تفسیری نوٹ زمانہ کی موجودہ ضرورت اور مخالفین اسلام کے اعتراضات کو مدنظر رکھ کر لکھے گئے ہیں اور

عاشق قرآن کریم حضرت مولانا مولوی حافظ نور الدین خلیفۃ المسیح (مدظلہ العالی)

کے درس سے لئے ہوئے نوٹوں۔ آپ کی تحریروں اور لفوظات اور حضرت مسیح موعود مغفور کی تحریروں۔ ملفوظات اور دیگر بزرگان ملت کے ملفوظات سے جمع کئے گئے ہیں۔ اُن کو کیا آپ نے ابتک نہیں پڑھا۔ تو ضرور پڑھیں۔ کہ اس میں نور۔ ہدایت اور شفا ہے۔

نوٹ - آٹھ پارے تیار ہیں۔ آٹھوں کے اکٹھے خریدار سے آٹھ روپیہ (ہدیہ فی پارہ ایکروپیہ (عہ)) معہ محصول ڈاک

دفتر الحکم قادیان۔ ضلع گورداسپور سے درخواست کرو۔

کارخانہ الحکم کی رعایتی کتب کا اعلان

سالانہ جلسہ کی تقریب پر کارخانہ الحکم کی قیمتی کتابوں میں جو رعائت کی گئی تھی۔ اور جلد کتابیں نصف پر فروخت ہوئیں۔ اس سے ان لوگوں کو فائدہ اٹھانے کا موقعہ دینے کے لئے جو جلسہ پر نہیں آسکے۔ اعلان کیا جاتا ہے کہ ۳۱۔ جنوری ۱۹۱۲ء تک یہ کتابیں رعائتی قیمت پر ملیں گی سوائے ترجمۃ القرآن پارہ نمبر ۵ اور مجربات نوردین جلد سوم کے۔

فہرست کتب

ترجمۃ القرآن پارہ نمبر ۴ تا نمبر ۲۶ فی پارہ ایکروپیہ رعائتی قیمت (۸/

حقیقت نماز و مسئلہ نماز پر جامع تصنیف قیمت عہ/ رعائتی قیمت ۸/

رپورٹ جلسہ ۱۹۱۰ء } حضرت اقدس اور دیگر بزرگان قوم کی تقریروں کا مجموعہ } رعائتی قیمت ۸/

تفسیر سورۃ بقرہ رعائتی قیمت عہ/

مجربات نوردین جلد سوم قیمت ۱۰/

رد چکڑالوی قیمت ۵/ رعائتی قیمت ۲/

اصلاح النظر (آریوں کے رد میں) رعائتی قیمت ۱/

ترجمۃ القرآن پارہ نمبر ۱۲ } پارہ نمبر ۱۲۔ ۱۵ سورہ بنی اسرائیل اور کہف } قیمت عہ/

الہامات و اشتہارات ۱۹۰۵ء قیمت ۱/

حضرت اقدس کی تقریر اور ایک خط قیمت ۱/

محصول ڈاک بذمہ خریدار

المشتہر

خاکسار یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم قادیان دارالامان ضلع گورداسپور

بچوں کی تندرستی

والدین کے لئے ہمیشہ گہرے تعلق خاطر ہوتا ہے۔ بچہ اگر سُست اور پژمردہ اور تھک کر تھک گئی ہو۔ تو اس کو فوراً اسکاٹس ایملشن دینا چاہئے اس کے دودھ میں چند قطرے ملا کر دینے سے بچہ میں بڑا فرق ہو جاتا ہے۔ اور وہ خوش و بشاش ہو جائیگا۔ جو تندرستی کی یقینی علامت ہے۔ استعمال کے چند روز بعد نتیجہ معلوم ہو جاتا ہے۔ ہاتھ سے نہیں چھوڑا جاتا۔



اسکاٹ اینڈ بون لمیٹڈ مینوفیکچرنگ کیمسٹ۔ لنڈن

حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کی تقریر

(نوشتہ ایڈیٹر الحکم)
جو حضرت خلیفۃ المسیح نے شائع ہونے سے پہلے درست کی

اشہد ان لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمداً عبدہ ورسولہ اما بعد اعوذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم۔

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

یا ایہا الذین اٰمنوا اتقوا اللّٰہ حق تقاتہ ولا تموتن الا وانتم مسلمون ۝ واعتصموا بحبل اللّٰہ جمیعاً ولا تفرقوا واذکروا نعمت اللّٰہ علیکم اذ کنتم اعداءً فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخواناً وکنتم علیٰ شفا حفرۃ من النار فانقذکم منہا کذالک یبین اللّٰہ لکم اٰیاتہ لعلکم تہتدون ۝ ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینہون عن المنکر واولٰئک ہم المفلحون ۝ ولا تکونوا کالذین تفرقوا واختلفوا من بعد ما جاءہم البینٰت واولٰئک لہم عذاب عظیم ۝

تمہیدی کلمات

مجھے کل کسی نے کہا اور شاید درد سے تمہارے فائدے کے لئے کہا ہو یا زناً کہا ہو کہ تم کوئی تقریر کرو۔ میرا ارادہ تھا کہ میں ہر روز درس دیتا ہوں ان ایام میں اس درس ہی میں کچھ وسعت کرونگا۔ اور اسے معمول سے زیادہ وسیع کرکے سناؤنگا۔ جیسا کہ حکم ہے کہ مہمان کے لئے اپنے کھانے میں اضافہ کرلو۔ اور ایسے کسیقدر زائد اچھا اور ممتاز بنالو میں نے اس حکم کی تعمیل میں مناسب سمجھا تھا کہ جو غذا میں کھاتا ہوں اور جس کے بغیر میری زندگی محال ہے اسے عمدہ طور پر کچھ زیادہ کرکے پیش کردوں۔ مگر ہر شخص اپنی اپنی پسند میں معذور ہوتا ہے اگر کسی کو میٹھا پسند ہے تو کوئی نمکین کو پسند کرتا ہے۔ میں نے دیکھا کہ جسمانی غذا تو تمہیں گھر میں شاید یہاں سے بہتر میسر آسکتی ہو اور یہاں بھی اس کے لئے تم آپ ہی انتظام کرنیوالے ہو۔ میں تمہیں وہ غذا دوں جو جسم نہیں روح کی سیری کا موجب ہوسکتی ہے۔ اگر اللہ کا فضل ہو۔ اس خیال میں کہ میں نے سوچا کہ تقریر کیا ہوتی ہے؟ بہت سے معانی میرے دل میں آئے اگر میں انہیں بیان کردوں تو شام تک شاید وہ ختم ہوں مجھے ایک عرب کا شعر یاد آگیا۔ اگرچہ مجھے شعر کہنے کی عادت نہیں کبھی کہتا ہوں تو وقت سے کہہ سکتا ہوں۔ ہاں میں شعر کو خوب سمجھ سکتا ہوں اور یہ خدا تعالیٰ کا خاص فضل ہے۔ اور وہ شعر یہ ہے ؎

قالوا اقترح شیئاً نجد لک طبخہ
قلت اطبخوا لی جبۃ و قمیصا

ایک عرب سردی کے دنوں میں کسی کے گھر گیا اس پر گرم کپڑا کوئی نہ تھا موسم تھا سرما کا میزبان نے کہا کہ اگر آپ حکم دیں تو آپ کے لئے ویسا ہی کھانا پکوائیں جو آپ پسند کرتے ہیں تو اس نے جواب دیا ہاں میرے لئے گرم کپڑے پکوا دو۔

ایک میرا پیارا بچہ ہے۔ اور مجھے بہت ہی عزیز ہے اس نے ذکر آیا کہ کوئی پیارا ہو اور گول چہرہ کی تعریف کرے تو کس سے تشبیہ دے۔ کبھی چودھویں کے چاند سے اور کبھی سورج سے تشبیہ دے۔ ایک بڑے آدمی نے ایک مرتبہ شعرا کو حکم دیا کہ وہ گول چہرہ کی تعریف کریں سب شعراء نے طبع آزمائیاں کیں۔ مگر ایک نے کہا کہ جیسے گول خوبصورت روٹی ہوتی ہے۔ اس رئیس نے فوراً سمجھ لیا کہ اس کو ابھی تک کھانا نہیں کھلایا گیا اس نے فوراً اپنے آدمی کو اشارہ کیا اور ملامت کی کہ انکو ابھی تک کھانا نہیں کھلایا۔ تب اس نے کہا کہ حضرت کھانا تیار ہے پہلے کھانا کھالیں۔ غرض مجھے بھی عجیب عجیب جوش اٹھتے ہیں۔ میں اس بچہ کو وہ ساری ذوق کی باتیں نہیں سناتا۔ اسوقت مجھے جب تقریر کے لئے کسی نے کہا تو عجیب عجیب جوش اٹھنے لگے۔ تو میں نے دل سے پوچھا کہ کونسی تقریر کروگے؟ تو اس نے جواب دیا کہ

اپنے پیارے کی پیاری کتاب قرآن ہی پڑھ دو

اللہ تعالیٰ ہی نے یہ بات میرے دل میں ڈالی اور مجھے بھی پیاری لگی کہ ایسی ہی تقریر میں بھی بیان کردوں ؛

آجکل کے سپیکروں کیحالت

دنیا کے عجائبات ہیں۔ اسوقت یورپ کی ہوا چلی ہوئی ہے اور اللہ تعالیٰ کے ارادے سے یا ہمارے اعمال کے سبب سے چلی ہے۔ اس لئے لوگ یورپ کی ہر بات اور ہر ادا کو پسند کرتے ہیں۔ تقریر میں بھی اسکا یوروپین طرز کو پسند کرنے لگے ہیں۔ لیکچرار اپنے لیکچروں میں کئی بیہودہ نظم رکھتے ہیں کبھی تو بہت سی ضرب الامثلیں یاد ہوتی ہیں اور لیکچرار اپنے لیکچر میں انہیں ادا کرتا ہے اور بڑے زور سے اپنے لیکچر کے دوران میں کہتا ہے جرمن میں یہ ضرب المثل ہے۔ فرانس میں یوں ہے۔ قدیم سکین ڈرگن میں یہ ضرب المثل ہے۔ انگریزی میں فارسی میں اور عربی لٹریچر میں فلاں۔ اردو میں اسطرح ہے۔ جب لیکچرار مختلف زبانوں کی ضرب الامثلیں بیان کرتا ہے تو لوگ عش عش کر اٹھتے ہیں اور حیران رہجاتے ہیں۔ لیکچرار سمجھتا ہے کہ میری زبان کا سکہ سننے والوں کے دل پر بیٹھ گیا۔ میں بھی کبھی ایسے لیکچر کو پسند تو کرتا مگر

قلب پر اس کا کچھ اثر نہ تھا

اس لئے کہ بولنے والا صرف ذہن رسائی کرنا چاہتا تھا نہ کچھ اور غرض بعض بولنے والے تو اس قسم کے ہوتے ہیں اور بعض لطیف اشعار یاد کرلیتے ہیں اور موقعہ بموقعہ انہیں ایک ترتیب کے ساتھ پڑھتے جاتے ہیں۔ ہر شخص کو اس کی نیت کے موافق پھل مل جاتا ہے۔ اس میں شک نہیں شعر میں ایک طاقت ہوتی ہے۔ جو قلب پر اثر ڈالتی ہے۔ اس لئے کہ شاعر بھی اللہ تعالیٰ کا تلمیذ ہوتا ہے۔ بعض وقت اسے ایسی بات سمجھاتا ہے کہ اسے سن کر صوفی کو وجد ہو جاتا ہے۔ مگر خود شاعر کو اس کے سننے سے وجد نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ اسے براہ راست ملتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض اوقات ملہمین کو بھی شعرا کے مصرعے اور اشعار ایک جگہ الہام ہوجاتے ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حق سبحانہٗ تعالیٰ کی وہ مراد ہوتی ہے۔ میں دور چلا گیا میں سنانا چاہتا ہوں کہ مجھے کہا گیا کہ تقریر کرو۔ مگر مجھے

مجھے کیا پسند ہے؟ خدائی کتاب

قرآن مجید سے بڑھ کر کوئی چیز پیاری نہیں لگتی ہزاروں کتابیں پڑھی ہیں ان سب میں سے مجھے خدا ہی کی کتاب پسند آئی۔ ہاں ایک احمق نے بیٹھ کر ایک بات کہی ہے وہ مجھے کہتا ہے کہ تم جانتے ہو کہ تمہارے سر کو چوٹ کیوں لگی؟ اور کیوں وہ کھلا گیا؟ بعض لوگ میرے سامنے بہت اونچی باتیں کرتے ہیں کہ شاید میں بہرا ہوگیا ہوں۔ وہ احمق اس چوٹ کی وجہ بتاتا ہے کہ تم نے ہزاروں جزیں کتابیں پڑھیں مگر قرآن شریف کو چھوڑ دیا۔ اس واسطے جزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا کے موافق تمہیں پرے دیا اور سر کھلا گیا۔ وہ احمق نہیں جانتا کہ میرا سر خدا کے فضل سے بالکل محفوظ ہے۔ باوجودیکہ تم نے دیکھا کہ چوٹ لگی اور سال گذشتہ کے انہیں دنوں میں بچنے کی امید نہ تھی کلورا فارم کے فدیہ اور کلورا فارم کے بدوں بھی اس زخم پر جراحی عمل ہوا مگر ڈاکٹر وغیرہ لوگ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے میرے دماغ کی کیسی حفاظت فرمائی۔ جو لوگ میری صحبت میں رہتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب سے زیادہ مجھے کوئی کتاب عزیز نہیں۔ اور میری غذا جس سے میں زندہ رہتا ہوں اللہ تعالیٰ ہی کی کتاب ہے۔ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل اور محض فضل سے مجھے اس کتاب کی محبت اور اس کا فہم دیا ہے اور مجھے دکھایا ہے کہ یہ اس کا رحم ہے کہ اس کتاب کا فہم کر دیا اور بالکل نہیں دیکھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے میری دماغی قوتوں کی خود حفاظت فرمائی ہے یہ اس احمق کو غلطی لگی جو وہ سمجھتا ہے کہ میرا سر کھلا گیا۔

دوسری کتابیں کیوں پڑھی ہیں

میں نے دوسری کتابیں پڑھی ہیں اور بہت پڑھی ہیں مگر اس لئے نہیں کہ قرآن کریم کے مقابلہ میں وہ مجھے پیاری تھیں۔ بلکہ محض اسی نیت اور غرض سے کہ

قرآن کریم کے فہم میں معاون ہوں

قرآن شریف ہی میں یہ ارشاد ہے تعاونوا علی البر والتقوی پس میں نے اگر ہزاروں ہزار کتابیں پڑھی ہیں یا پڑھتا اور پڑھاتا ہوں تو قرآن مجید کی اس آیت پر عمل کرنے کے لئے۔ اور اسبارے میں اللہ تعالیٰ نے مجھ پر عجیب عجیب انعام کئے ہیں جو دوسروں کی سمجھ میں بھی نہیں آ سکتے۔ کل ہی مجھے ایک کتاب ملی ہے۔ اس کی نسبت مجھے الہام ہوا تھا کہ وہ ہند میں نہیں ہے میں اللہ تعالیٰ کو تو مالک السموات والارض سمجھتا ہوں اسنے میرے لئے کیا کچھ نہیں کیا جو ایک کتاب مہیا نہ کر دیتا۔ ایک سیاح اتفاقاً یہاں آ گیا مجھ کو برا سمجھتا ہے۔ میری نسبت پیشگوئیاں کی ہیں میں تو اپنے عشق میں پورا ہوں (یاد رکھو عشق کا لفظ عادتاً بولتا ہوں اس لئے کہ پچھلے بولتے ہیں۔ ورنہ قرآن مجید میں یہ لفظ نہیں آیا۔ ہاں حلیۃ الاولیاء نے ایک حدیث نکالی ہے کہ اس میں عشق کا لفظ آیا ہے مگر راوی روایت بالمعنی کرتا ہے) غرض میں اپنے اسی عشق کی وجہ سے جو مجھے قرآن کریم کی خدمت اور فہم کیلئے کتابوں سے ہے۔ اس کتاب کا ذکر اس سے کیا اور یہ بھی کہا کہ مجھے الہام ہوا ہے کہ سند میں یہ کتاب نہیں۔ اس نے کہا ہاں ہند میں تو نہیں مگر سندھ میں ہے۔ میں تمہیں پہنچا دونگا۔ کل وہ کتاب اللہ تعالیٰ کے فضل سے ۶ روپے کے وی پی میں میرے پاس پہنچ گئی۔ اور اسکو پڑھ بھی لیا۔ یہ سچ ہے کہ مجھ کو کتابوں کا شوق ہوتا ہے مگر۔

تعاونوا علی البر والتقوی کے رنگ میں

پس میں نیکی کے طور پر کتابیں پڑھتا ہوں اور تفسیریں بھی پڑھ لیتا ہوں اور اس قدر پڑھتا ہوں کہ علی العموم دوسرے نہیں پڑھ سکتے۔ الا ماشاء اللہ پرسوں ایک دوست نے مجھے قرآن مجید کا ایک ترجمہ دیا اس پر

الہامی ترجمہ کا ضمناً ذکر

لکھا تھا الہامی ترجمہ۔ مجھے یہ دیکھ کر بڑا دکھ ہوا۔ اور مجھکو ہمیشہ دکھ ہوتا ہے جب میں دیکھتا ہوں کہ پاک لفظ کو گندے معنوں میں لے لیتے ہیں۔ مثلاً کلمہ تمام لڑکوں کو پڑھایا جاتا ہے کہ کلمہ لفظ مفرد کو کہتے ہیں۔ حالانکہ کلمہ کی یہ تعریف قرآن مجید کے خلاف ہے۔ تمت کلمت ربک صدقا وعدلا۔ پھر کیا مفرد صدق اور عدل بھی کلمہ کی تعریف

کلمہ کے معنی

ہو سکتی ہے؟ کبھی نہیں۔
اصدق کلمۃ قال
الا کل شیء ما خلا اللہ باطل

یہاں تمام پا مسلمان ہی بیٹھے ہیں ابھی ایک نام رہ ماری مرید بھی بیٹھے ہیں۔ انہیں حضرت صاحب سے اور ہم سے اور ہمارے سلسلہ کے ساتھ بھی بڑی محبت ہے۔ غرض سب مسلمان جانتے ہیں کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کو کلمہ کہتے ہیں۔ مگر اب اس لفظ کے معنی بگاڑ کر لفظ مفرد کا نام کلمہ رکھ دیا جو صحیح نہیں اسیطرح بہت سے لفظ بگڑ گئے اور ان کے شرعی معنی چھوڑ دیئے گئے جنکو سن کر اور دیکھ کر مجھے بڑا دکھ ہوتا ہے۔ یہ مشکلات ہر زمانہ میں آئی ہیں اور ہم پر بھی آئی ہیں۔ ان مشکلات کو زیر نظر رکھ کر محض تعاونوا

تفسیر کے متعلق میرا طرز عمل

علی البر کے لئے میں کتابوں اور تفاسیر کو پڑھتا ہوں۔ اور تفاسیر میں ان کو مقدم کرتا ہوں جو مجھے قرآن کریم کا تذکرہ کرا دیں اور ان میں اسطرح تفسیر کی ہو کہ ایک آیۃ کی تفسیر دوسری آیت سے ہو۔ اور پھر اس کے بعد میں اس تفسیر کو مقدم کرتا ہوں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک کلمات سے کی گئی ہو۔ ایک زمانہ مجھ پر ایسا بھی گذرا ہے کہ ایک تفسیر کے شوق میں میں بمبئی گیا اور ایک دوست سے اس کے متعلق پوچھا اس نے کہا ہاں مل سکتی ہے۔ دوسرے دن جب میں اس دوست کے پاس گیا تو گو میں طالبعلم تھا تاہم اللہ تعالیٰ نے مجھے طالب علمی کے زمانہ میں بھی مالدار رکھا ہے۔ جیب میں کچھ روپیہ ڈال کر لیگیا میں نے اس دوست سے کہا کہ وہ کتاب آئی ہے تو عطا کرو۔ انھوں نے کہا کہ ہاں کتاب تو آ گئی ہے مگر اس کی قیمت پچاس روپیہ ہے۔ اس کتاب کے ساٹھ صفحہ ہیں اور ایک اس کا ضمیمہ ہے۔ اس کے ۵۰ صفحہ ہیں میں نے کہا بہت اچھا لائیے۔ اور میں نے پچاس روپیہ کا نوٹ اس کے ہاتھ میں دیدیا وہ بولے کہ وہ کتاب طبع شدہ ہے اور اسی شہر بمبئی میں چھپی ہے۔ میں نے کہا اچھا ہے اسپر انھوں نے وہ کتاب مجھے دی۔ اور میں اس کو لیکر فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور تھوڑی دیر کے لئے باہر چلا گیا۔ وہاں تیلی کی گلی مشہور ہے اس کا یہ واقعہ ہے۔ پھر میں اندر گیا تو وہ حیران ہوا اور پوچھا کہ آپ باہر کیوں چلے گئے تھے میں نے کہا فقہی بحث ہے کہ تکمیل بیع کے لئے تفارق جسمی بھی قول کے ساتھ ضروری ہے یا نہیں۔ محدثین اور شوافع کا قول ہے کہ تفارق جسمی بھی چاہیئے میں نے اسپر عمل کر لیا۔ اس لئے باہر گیا تھا تا کہ بالاتفاق کتاب میری ہو جاوے۔ میری قسم و دہ ... [illegible] ... اس مسئلہ پر عمل کیا تھا ... [illegible] ... ادا کر دی۔ پھر اس نے پوچھا کتاب کو بھی دیکھا۔ میں نے کہا

جمادے چند دیدم جان خریدم

اس کتاب کا نام مجھے قدرت ہی نے سکھا دیا تھا میں جب اس دوست کے پاس سے اٹھنے لگا تو اس نے کہا میں آپ سے محبت کرتا ہوں۔ میں نے جواب دیا کہ آپ کی مہربانی تب اس نے کہا کہ اظہار محبت میں یہ پچاس روپیہ کرتا ہوں۔ میں نے کہا کہ میں ہوں تو طالبعلم مگر میری جیب میں اب بھی روپیہ موجود ہے۔ اس نے بہرحال وہ روپیہ واپس کر دیا۔ اسیطرح جب میں مدینہ طیبہ میں تو ایک ترک کو مجھ سے بہت محبت تھی اس نے کہا کہ کوئی کتاب آپ کو پسند ہو تو ہمارے کتبخانہ سے لیجایا کرو گو ہمارا قانون نہیں ہے مگر آپکے اس عشق و محبت کیوجہ

ناسخ و منسوخ کا مسئلہ کیسے حل ہوا۔

جو آپ کو قرآن کریم سے ہے آپ کو اجازت ہے میں نے کہا کہ مسئلہ ناسخ و منسوخ کے متعلق کوئی کتاب دو۔ انھوں نے مجھے ایک کتاب دی جس میں ۶۰۰ آیت منسوخ لکھی تھی مجھے یہ بات پسند نہ آئی۔ ساری کتاب کو پڑھا اور مزا نہ آیا۔ میں اس کتاب کو واپس لیگیا اور کہا کہ میں جوان آدمی ہوں اور خدا کے فضل سے یہ ۶۰۰ آیت یاد کر سکتا ہوں۔ مگر مجھے یہ کتاب پسند نہیں وہ بڑا بڈھا اور ماہر تھا اس نے ایک اور کتاب دی۔ اس کا نام اتقان ہے۔ اور ایک مقام اس میں بتا رہا جہاں ناسخ و منسوخ کی بحث ہے۔ خوشی ایسی چیز ہے کہ میں نے ابھی پچاس والی کو پڑھا بھی نہیں۔ مگر اسے لایا اور اسکو پڑھنا شروع کیا۔ اس میں لکھا تھا کہ ۱۹ آیتیں منسوخ ہیں۔ میں اس کو دیکھ کر بہت خوش ہوا کہ گویا بادشاہ ہو گیا۔ میں نے کہا کہ ۱۹ یا ۲۱ آیتیں تو فوراً یاد کر لونگا۔ مجھے بڑی خوشی ہوئی مگر مجھے ایسا قلب اور علم دیا گیا تھا کہ اسپر بھی وہ کتاب مجھے پسند نہ آئی آخر میں نے کہا کہ یہ بھی پوری خوشی کا موجب نہیں پھر مجھے خیال آیا کہ پچاس روپے والی کتاب بھی تو پڑھ دیکھیں اسکو پڑھا تو انہوں نے لکھا کہ خدا تعالیٰ نے جو علم مجھے دیا ہے اس میں ۵ آیتیں منسوخ ہیں۔ یہ پڑھ کر مجھے بہت خوشی ہوئی۔ مگر اب کیا مشکل ہے۔ میں نے جب ان پانچ پر غور کی تو خدا تعالیٰ نے مجھے سمجھ دی کہ

ناسخ و منسوخ کا جھگڑا ہی غلط ہے

کوئی پانچ چھ سو بتاتا تھا۔ کوئی ۲۱ میں۔ انیس۔ کوئی پانچ اس سے معلوم ہوا کہ یہ تو صرف فہم کی بات ہے۔ اور میں نے قطعی فیصلہ خدا کے فضل سے کر لیا کہ ناسخ و منسوخ کا علم

تیرہ سو برس تک فہم پر ہے - ان پانچ سے سب پہلا
پھیر دیا - یہ فہم جب مجھے دیا گیا تو اس کے بعد ایک روز ایک
میرا ملا ہو سکے اسٹیشن پر شام کو اترا - بعض اسباب ایسے تھے
کہ چینیاں والی مسجد میں گیا - شام کی نماز کے لیے وضو کر رہا
تھا کہ مولوی محمد حسین بٹالوی کے بھائی میاں علی محمد نے مجھسے
کہا کہ جب عمل قرآن مجید و حدیث پر ہوتا ہے تو ناسخ و منسوخ
کیا بات ہے میں نے کہا مجھ کو نہیں - اگرچہ وہ پڑھے ہوئے
نہیں تھے مگر عالم مزاج ہے - ایڈیٹر) کو میرا ہمسایہ استاد
تھے - انھوں نے اپنے بھائی سے ذکر کیا ہوگا - یہ ان
دنوں جوان تھے اور بڑا جوش تھا - میں نماز میں تھا اور وہ
جوش سے ادھر ادھر ٹھلتا رہا - جب میں نماز سے فارغ
ہوا تو کہا ادھر آؤ - تم نے میرے بھائی کو کہدیا کہ قرآن
میں ناسخ منسوخ نہیں میں نے کہا ہاں نہیں ہے
تب بڑے جوش سے کہا کہ تم نے ابو مسلم اصفہانی
کی کتاب پڑھی ہے وہ احمق بھی قایل نہ تھا میں نے کہا
پھر تو ہم دو ہوگئے - پھر اسنے کہا کہ سید احمد کو جانتے ہو مراد آباد
میں صدر الصدور رہے - میں نے جواب دیا کہ میں رام پور لکھنؤ
اور بھوپال کے عالموں کو جانتا ہوں - ان کو نہیں جانتا - اسپر کہا
کہ وہ بھی قایل نہیں - تب میں نے کہا بہت اچھا پھر ہم اب
تین ہوگئے - کہنے لگا کہ یہ سب بدعتی ہیں - امام شوکانی نے
لکھا ہے کہ جو نسخ کا قائل نہیں وہ بدعتی ہے - میں نے کہا تم
دو ہوگئے - میں ناسخ و منسوخ کا ایک آسان فیصلہ آپ کو
بتاتا ہوں تم کوئی آیت پڑھدو جو منسوخ ہو اس کے ساتھ
ہی میرے دلمیں خیال آیا کہ اگر یہ ان پانچ آیتوں میں سے
کوئی پڑھدے تو کیا جواب دوں - خدا نے تعالیٰ ہی سمجھائے تو
بات بنے - اس نے ایک آیت پڑھدی میں نے کہا کہ فلاں
کتاب نے جس کے تم بھی قائل ہو اس کا جواب دیدیا ہے -
کہنے لگا ہاں پھر میں نے کہا اور پڑھو تو خاموش ہی ہوگیا
علماء کو یہ وہم رہتا ہے ایسا نہو ہتک ہو اس لئے اس نے
یہی غنیمت سمجھا کہ چپ رہے - بھیرہ میں ایک شخص نے
نسخ کا مسئلہ پوچھا اور میں نے اپنے فہم کے مناسب جوابدیا
اور کہا کہ پانچ کے متعلق میری تحقیق نہیں تو اس دوست
نے کہا کہ اب ان پانچ پر نظر ڈال لیں - میں نے تفسیر کبیر

تازی میں ... دیکھا تو تین مقام
ایسے جو سمجھ میں آگئے - اور دو سمجھ میں نہ آئیں - تفسیر کبیر
میں اتنا تو لکھا ہے کہ کثرت اور خفت کا فرق ہوگیا ہے بعض
جہاں کتابوں کو چھوڑتا ہوں مگر تاویل علی البر کے لیے نہ اس
محبت اور جوش سے مجھے پیارے کی پیاری کتاب
ہے - پھر جب ایک مرتبہ ریل میں بیٹھا ہوا ایک کتاب
پڑھ رہا تھا - جیسے بجلی کوند جاتی ہے - میں نے پڑھا کہ فلاں
آیت منسوخ نہیں ہے - میں بڑا خوش ہوا کہ اب تو چار میں بھی
صرف ایک ہی رہ گئی - بڑی بڑی کتابوں کا تو کیا ذکر میں چھٹ
بھیتوں کی بھی پڑھ لیتا ہوں - مگر اسی غرض تعاون علی البر
کے لئے - اس طرح پر ایک میں وہ پانچویں بھی حل گئی - اور
اس طرح پر

خدا کے فضل سے یہ مسئلہ ناسخ و منسوخ حل ہوگیا

میرے دماغ کو اللہ تعالیٰ نے ترتیب کو محفوظ رکھنے والا بنایا ہے
اگرچہ مجھے اب بھی زخم ہے مگر دماغ پر اس کے سبب سے
صدمہ نہیں اس لئے میں اصل مطلب کی طرف آکر کہتا ہوں
کہ میں تفسیروں اور کتابوں سے تعاون علی البر کیا کرتا ہوں -
دوسری بات یہ کہی کہ ہر چہ گیرد علتی علت شود کے موافق
الفاظ کے معانی بگڑ گئے ہیں - اس میں سے کلمہ کے معنی
سنائے جو درسی کتابوں کے نصاب میں بھی بگڑ گئے اور
گورنمنٹ نے بھی غلطی رہنے دی - اسی طرح پر ایک لفظ
الہام کا ہے - عجیب لوگوں نے سمجھ رکھا ہے کہ جو دل میں
آجاوے وہ الہام ہے ان معنوں کو اتنا وسیع کیا کہ برہمو
ازم کے ماننے والوں نے تمام انبیاء علیہ السلام کو نعوذ باللہ
جھوٹا کہدیا - کیونکہ وہ الہام کی حقیقت ہی نہیں سمجھے -
اور اس کے مفہوم کو ایسا بگاڑا کہ نبی انھیں جھوٹے معلوم ہوئے
اور کہدیا کہ نعوذ باللہ انبیاء علیہ السلام نے صرف لوگوں کو دبانے
کے لئے الہام کی عظمت بیان کی ورنہ یہ جبت معمولی بات ہے
جو دل میں آجاتی ہے وہی الہام ہے - اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک
بڑے آدمی کی میں نے کتاب پڑھی وہ بات بات پر کہتا ہے

ھذا ما الھمنی ربی - اور پھر لکھدیا کہ

زجبرئیل امین قرآن بہ پیغامے نمی خواہم

یہ برہموں کا مذہب ہے - پرسوں ایک شخص نے ایک ترجمہ

دیا لکھا تھا نعوذ باللہ الہامی ترجمہ ہے - ایک
چھاپا ہے خرید لاوے - میں نے محض اس خیال پر کہ
دوست لایا ہے (میرے خیال میں وہ درست ہے) اسکو
پڑھ لیا - میں اپنے کسی دوست کو اجازت
نہیں دیتا کہ وہ اس کو پڑھے - میرا پڑھنا تعاون
علی البر کے طور پر ہے - اس میں ما انزل علی الملکین
میں ملکین کے معنے شیطان کیا ہے اور دلیل یہ
ہے کہ جیسے ہماری زبان میں بچے کو حضرت کہتے ہیں
یہ دونوں باتیں غلط ہیں اور خطرناک غلط ہیں - اگر ملک
کا یہی ترجمہ ہے تو امنوا باللہ والملائکۃ کے کیا معنی
ہونگے - ہمارا وہ دوست اس مجلس میں ہے تو اس پر غور
کرے کہ اس الہامی ترجمہ والے نے خدا سے ذرا بھی خوف
نہ کرکے ہاروت و ماروت کو شیاطین کہا ہے اور
پھر اس کا نام الہام رکھا ہے - میں نے جب اس ترجمہ
میں یہ پڑھا تو میرے رونگٹے کھڑے ہوگئے پیچھے میں نے
سمجھا کہ اس کے متعلق تبلیغ کروں اس لئے میں کھول کر کہتا
ہوں کہ اس ترجمہ کو ہرگز ہرگز نہ پڑھو ملک
کا ترجمہ فرشتہ ہے - اور حضرت کا ترجمہ بے ایمان کرنا
یہ بھی جہالت کی بات ہے - پس تم کو چاہیے کہ

الفاظ کے معانی کرنیمیں محتاط رہو اور قرآن کریم کے فہم کے بعض گر

الفاظ کے معانی کرنے میں خدا
تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو اور
قرآن شریف کے لفظوں کو معظم
کیا کرو قرآن شریف کے
سمجھنے کے لئے اول قرآن شریف
ہی کو پڑھو اس کی آیات دوسری جگہ متواتر معنی بیان کرتی ہیں
میں نے دیکھا ہے کہ قرآن مجید جب ایک بات کہتا ہے تو بیس
مقامات تک بھی اس کی تشریح کرتا ہے - دس جگہ اور سات
جگہ تو عام ہے - کیونکہ سات کا عدد بھی کامل ہے - بعض
آیات ایسی بھی ہیں کہ میں اپنے سالہا سال غور کرتا رہا - کہ قرآن
شریف میں کہاں تشریح کی ہے - اور پتہ نہ ملا مگر جب خدا تعالیٰ
نے وہ پردہ اٹھایا تو دیکھا کہ سو سو جگہ تک بیان کیا ہے -
پھر اس کے بعد دوسرا ذریعہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے عملدرآمد میں دیکھو وہاں بھی قرآن کریم کی تفسیر ملیگی -

الا صلوٰۃ اور زکوٰۃ کے الفاظ قرآن مجید میں آئے ہیں۔ اب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عملدرآمد تمہیں بتائیگا کہ ان الفاظ کا کیا مفہوم ہے۔ ہمارے بعض دوستوں کو بھی اس قسم کا ابتلا آیا تھا انھوں نے کہا کہ قرآن شریف میں نماز حج وغیرہ دکھاؤ میں نے کہا کہ پہلے گھوڑے۔ خچر میں امتیاز بتاؤ۔ پھر البغال والحمیر میں تمیز کرکے دکھاؤ میں نے ان کے لئے بہت دعا کی اور خدا تعالیٰ نے ان کو سمجھ دی اور یہ ابتلا جاتا رہا۔ میں نے کہا کہ جب تم بغال اور حمیر میں فرق کرنے کے لئے انکو دیکھتے ہو تو کیوں تم اس شخص کی نماز نہیں دیکھتے جس پر قرآن نازل ہوا۔ ایک بات میری سمجھ میں آئی ہے کہ اگر قرآن مجید میں صلوٰۃ کی تمیز ہوتی تو وہ بھی عربی میں ہوتی پھر ان لفظوں کے کئی کئی معنی کرتے۔ اور کس قدر مشکلات پیدا ہوتیں۔ پھر ایک اور نکتہ ہے۔ جب میں رامپور میں طالب العلم تھا کسی مقلد نے غیر مقلد کو کہا کہ نذیر حسین کے کیا معنی ہیں تو غیر مقلد طالب العلم نے کہا کہ اصل میں نذیر عدو حسین ہے۔ لفظ عدو محذوف ہوگیا ہے حالانکہ نذیر انکا نام تھا اور حسین کا لفظ باظہار قومیت شامل کیا گیا۔ ورنہ اسطرح حذف مضاف سے عبدالغنی بھی جائز ہو جاوے کیونکہ بحذف مضاف عبد رب الغنی ہوسکتا ہے۔ اور کہیں کنایۃ وغیرہ نکال کر خدا جانے کیا کیا معنی کرتے۔ پس ہمارے مولیٰ نے کامل رحم فضل سے نماز پڑھوا کر دکھادی۔ اور ایک لاکھ ۲۴ ہزار صحابی نے دیکھ لی۔ حتیٰ کہ یہود و نصاریٰ و مجوس نے

اور ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابی نے دیکھ لی۔ حتیٰ کہ یہود و نصاریٰ اور مجوس نے بھی نماز پڑھتے ہوئے دیکھ لی۔ اب کسی اور معنی کی ضرورت نہیں۔ نہ تقدیم تاخیر نہ کنایہ نہ حذف و محذوف کی۔ گجرات کے ضلع میں وقت شاہی ایک قوم ہے وہ کام (شہوت) کردہ رفتہ بہ اکو تجویز (جزیں) مودار (جماعت) نہ منکار (عزوہا) کو چھوڑ نیکا نام ہی نماز رکھتے ہیں۔ یہاں ایک گلو سقہ ہے جب وہ جماعت میں نہ تھا تو کہتا تھا کہ یہ خود منارہ ہیں۔ سر گنبد ہے اور آپ نماز ہیں۔ غرض اس قسم کی بیہودہ توجیہیں پیدا کر لیجاتی ہیں۔

مسلمانوں پر یہ دکھ اور مصیبت کا وقت ہے ایسے وقت میں یاد رکھو کہ قرآن کریم کی تفسیر قرآن شریف اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عملدرآمد سے کرو۔ اور پھر تمام امت میں مشترکہ رنگ کو دیکھ لو۔

پھر احادیث صحیحہ کو پڑھو۔ ایک بڑی گندی قوم گذری ہے جو احادیث کا انکار کرتی ہے۔ ایک نے یہ گندا لفظ کہا اور بڑی جرأت سے کہا کہ رواۃ **احادیث شیاطین ہیں وہ نہیں مریگا جب تک خود شیطان نہ بن لے۔**

وہ لوگ بڑے ہی محروم ہیں جو اس علم حدیث سے محروم ہیں میں بچپن سے ۷۵۔۷۶ سال کی عمر تک پہنچا ہوں اور میرا تجربہ ہے کہ

علم حدیث کے بغیر دین آتا ہی نہیں

تم ہی بتاؤ جسنے علم حدیث پڑھا ہے اس کی گواہی حدیث کے متعلق ماننی چاہئے۔ یا اس کی جس نے یہ علم پڑھا ہی نہیں۔ پھر ایک وہ رنگ قرآن کریم کے فہم کا ہے جو میرے ہادی نے مجھے سمجھایا ہے میں نے ایک بار حضرت مرزا صاحب کے حضور عرض کیا کہ آپ کے طریق میں مجاہدات کیا ہیں؟ فرمایا اگر شوق ہے ان مجاہدات کا جو ہمارے طریق میں ہیں تو ایک کتاب عیسائی مذہب کے رد میں لکھو۔ میں نے

فصل الخطاب کے لکھنے کی وجہ۔

جب اس کتاب کے لکھنے کا ارادہ کرلیا تو ایک مسیحی کو مقرر کیا کہ وہ جو اعتراض قرآن شریف پر رکھتا ہے لکھے۔ اس نے انگریزی کے تین سو اعتراض لکھ کر بھیجا میں نے اس کے اعتراضوں کو پڑھ کر ساری بائیبل کو کئی مرتبہ پڑھا اور نوٹ کرتا گیا۔ (وہ بائیبل اب کسی نے چرالی ہے) میں نے کل اعتراضات کے الزامی جواب نوٹ کرلئے بعد پھر حقیقی جوابات کیطرف متوجہ ہوا تو بعض اعتراضوں کے جواب سمجھ میں نہ آئے میں نے مرزا صاحب سے عرض کیا کہ بعض اعتراضوں کے جواب حقیقی نہیں ہوسکتے۔ یا تو ان اعتراضات کا ذکر ہی نہ کریں یا الزامی جواب دیکر خاموش ہوجائیں۔ میرا ایک دوست تھا اللہ تعالیٰ غفرہ وارحمہ مولوی عبدالکریم نام انھوں نے کہا کہ الزامی جواب پسند نہیں۔ میں نے حضرت صاحب سے ذکر کیا۔ آپ کی عادت تھی کہ ہنستے ہنستے کپڑا منہ پر رکھ لیتے تھے یہ سنکر فرمایا کہ بڑی بے انصافی کی بات ہے کہ جس بات کو آپ کا قلب نہیں مانتا دشمن کو وہ آپ کیونکر منوائینگے۔ اس بات کو سنکر میرا اعتقاد آپ کی نسبت بہت بڑھ گیا کہ جب تک اس کا قلب مطمئن نہیں ہوتا بات کرتا ہی نہیں۔ اور مجھے ہنسکر کہا کہ یہ بے انصافی ہے کہ جس بات کو خود نہ سمجھو دوسروں کو منواؤ۔ میں نے سمجھا کہ اس کا ایمان بڑا عجیب ہے۔ اور یہی وجہ ہے جو ایک بات کو بیسیوں مرتبہ بیان کرتا ہے۔ میں یہ سنکر خاموش ہوگیا اور دل میں آیا کہ پھر کیا کریں۔ جب اٹھنے کے قریب ہوئے تو فرمایا کہ جو مقامات حل نہیں ہوتے ان کو خوشخط لکھ کر سامنے لٹکالو۔ جب آمدورفت کے وقت ان پر نظر پڑے تو دعا کرو۔ چند روز کے بعد وہ انشاء اللہ حل ہوجائینگے۔ میں ان ایام میں **صوفیت** سیکھتا تھا۔ میں نے سوچا کہ خوشخط لکھنا اور پھر سامنے لٹکانا تو مشکل کام ہے اس لئے دل ہی میں لٹکادو۔ یہ میرا اپنا ذوق تھا۔ اب بھی یہ گر یاد رکھنے کے قابل ہے جو آیت سمجھ میں نہ آوے اسکو خوشخط لکھکر سامنے لٹکادو اور دعا کرتے رہو اللہ تعالیٰ کے فضل سے حل ہوجائیگی۔ غرض میں نے ان سوالات میں سے بعض کو اپنے دل پر لٹکادیا اور خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے انھیں حل کردیا۔ انھیں سوالوں میں سے والضحیٰ والنجم کی تفسیر ہے جو میں نے لکھی ہے۔ اگر کوئی چاہے تو وہ سوال موجود ہیں۔ میں اس کے حوالہ کرسکتا ہوں غرض تم کو کوئی آیت سمجھ میں نہ آوے۔ تو اس طریق سے کام لو اور جناب الٰہی میں گر پڑو کہ تیری کتاب ہے میری سمجھ میں یہ آیت نہیں آتی۔ دعائیں کرتے رہو اور منتظر رہو کہ کب منکشف ہوجاتا ہے۔ کیا ہی اس موقعہ پر اپنے خیال کو ترجیح دی ہے یا کسی تفسیر کی اسپارٹ کی ہے۔ بلکہ یہ حقیقی خدا تعالیٰ کے قلب مطہر کی مناسبت الٰہی میں گر گیا

مستقل سرمایہ کی تجویز

اس سال کے سالانہ جلسہ میں جو ضروری امر طے ہوا وہ مستقل سرمایہ کی ضرورت اور بہم رسانی ہے۔ اگرچہ مستقل سرمایہ کی ضرورت پر کوئی خاص تقریر نہیں ہوئی۔ مگر اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے انجمن احمدیہ سیالکوٹ کو جس نے اس تحریک کو پیش کیا۔ جلسہ میں جبکہ چندہ کے لئے اپیل کیا اور آٹھ سو روپیہ کے قریب نقد جمع ہوا اُسوقت میرے محترم بھائی میر حامد شاہ صاحب نے کھڑے ہو کر مختصر الفاظ میں فرمایا کہ آئے دن کی ضرورتوں کیلئے اگر ہم ایک لاکھ روپیہ جمع کر لیں اور اُس کو کسی کام پر لگایا جاوے اور اس کی آمدنی سے کام چلایا جاوے تو مفید ہوگا۔ اور اگر قوم اس تحریک کو مفید سمجھے اور ۷۵ ہزار باقی انجمنیں دیدیں تو سیالکوٹ کی انجمن ۲۵ ہزار روپیہ کا اقرار کرتی ہے۔ اس تحریک کے بعد گو ضرورت اس امر کی تھی کہ مختلف انجمنوں کے امیر اپنی اپنی انجمنوں کی طرف سے اسیطرح اعلان کرتے مگر مولوی محمد علی صاحب نے بحیثیت سکرٹری صدر انجمن ۷۵ ہزار کا باقی انجمنوں کی طرف سے اعلان کر دیا۔ اور اسیطرح یہ تجویز خدا کے فضل سے پاس ہو گئی۔ احمدی انجمنیں اپنے فرض کو اس موقعہ پر اسی تندہی اور کوشش سے انشاء اللہ ادا کریں جیسے انھوں نے آجتک کیا ہے۔ میری رائے میں اگر ۲۵ ہزار لاہور کی انجمن دیوے تو باقی پچاس ہزار کی وصولی میں دقت نہ ہوگی۔ بلکہ یہ امید کرنا کسی صورت میں بیجا اور خلاف واقعہ نہیں کہ لاہور کی انجمن ۲۵ ہزار سے بھی بہت زیادہ دے۔

مستقل سرمایہ کی تجویز کے پاس ہونے پر میں بہت خوشی کا اظہار کرتا ہوں۔ میں نے سنہ ۱۹۰۶ء میں اس تحریک کو پچیس روپیہ فنڈ کی صورت میں قوم کے سامنے رکھا تھا۔ اور اس تجویز کو کانفرنس میں پاس کر بھی لیا گیا اور ایک حد تک عمل بھی ہوا۔ لیکن پھر اس کی رفتار دھیمی اور آخر بالکل بند ہو گئی۔ خیر اب میری تحریک پھر زندہ ہو جائیگی۔ انشاء اللہ پھر سنہ ۱۹۰۸ء میں پھر اسی تحریک پر میں نے قوم کو توجہ دلائی چنانچہ ۱۸۔ دسمبر سنہ ۱۹۰۸ء کے الحکم میں جو مضمون میں نے لکھا تھا آج پھر اسے دوبارا ہوں امید ہے کہ ناظرین اسے پھر دلچسپی سے پڑھینگے اس ایک لاکھ کی رقم کو اس سال کے اندر جمع کر دیا جاوے تو انشاء اللہ یہ مفید امر ہوگا۔ اور اسطرح یہ سمجھنا چاہیئے کہ اس سال کے اندر قوم سے

ایک لاکھ نہیں بلکہ اڑھائی لاکھ

کا سوال ہے۔ کیونکہ سال رواں کے اخراجات کیلئے بھی ایک لاکھ سے زیادہ کی ضرورت ہے۔ لیکن اگر اس سال کے اندر یہ رقم جمع ہو گئی تو یہ یقینا سمجھ لینا چاہیئے کہ خدا کے فضل سے آئندہ سال کا مطالبہ بہرحال کم ہو جائیگا کیونکہ مستقل فنڈ سے آمدنی شروع ہو جائیگی۔ بہرحال یہ مستقل سرمایہ کی تجویز گو آج سے چار سال پیشتر الحکم میں کی گئی تھی اور اسوقت سرسری نظر سے پڑھ کر اسے چھوڑ دیا گیا۔ مگر ضرورت آخر کچھ نہ کچھ کرا کر رہتی ہے۔ اگر اسوقت سے اسپر عمل زوردار تحریک کے رنگ میں شروع کر دیا جاتا تو اسوقت تک شاید مستقل سرمایہ میں صرف ایک لاکھ جمع ہو گیا ہوتا۔ بلکہ ہم شاید اس سے آگے قدم بڑھا کر

قوم کے سامنے کالج کے اجرا کی تجویز رکھتے

جس کی بہت بڑی ضرورت محسوس ہو رہی ہے۔ تاہم اب وقت آگیا ہے کہ مستقل سرمایہ کے سوال کو عملی رنگ میں حل کیا جاوے۔ وہ مضمون جو الحکم ۱۸۔ دسمبر سنہ ۱۹۰۸ء میں شائع ہوا تھا حسب ذیل ہے:۔

"کثرت سے تحریکیں ہوتی رہتی ہیں اور کم و بیش ان پر عملدرآمد بھی ہوتا رہتا ہے مگر جو سوال میں آج قوم کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں وہ معمولی نہیں قابل غور ہے سلسلہ عالیہ کی ضروریات پر ایک سال کے اندر کسی صورت میں ایک لاکھ سے کم خرچ نہیں ہوتا۔ اور قوم اس خرچ کو ادا کرتی ہے۔ یہ رقم سال بسال قومی ضروریات کے دائرہ کی وسعت کے ساتھ بڑھتی جاتی ہے۔ اور یوں قوم کا بوجھ بڑھ رہا ہے۔

اگر ان بڑھتے ہوئے اخراجات کیلئے کوئی مضبوط انتظام کیا جاوے۔ تو اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے کوئی نہ کوئی راہ نکالتا رہیگا۔ جو یہ اخراجات پورے ہوتے چلے جائیں۔ مگر جہاں ہم اپنی ضروریات کے لئے مناسب جدوجہد کرتے ہیں وہاں ہمارا یہ فرض ہے کہ اُن ضروریات کے لئے جو قومی ضروریات ہیں بہت کچھ سوچ بچار کریں۔ کیونکہ اگر انتظام مناسب نہ کیا جائیگا تو آئے دن دست سوال دراز کرنا شاید مناسب نہ ہوگا۔ علاوہ بریں ایک لاکھ کی رقم کا ہر سال قومی سرمایہ سے کم ہو جانا معمولی بات نہیں ہے۔ یہ فقرہ کسی قدر تشریح طلب ہے۔ قوم جیسا کہ میں نے ذکر کیا ہے ہر سال فرد یا قوم کے لئے ایک لاکھ روپیہ دیتی ہے۔ اور یہ روپیہ چونکہ دوسرے ہاتھوں میں چلا جاتا ہے اسلئے بالکل واضح بات ہے کہ قوم ہر سال اپنے سرمایہ میں سے ایک لاکھ نقد کم کر دیتی ہے میں اس کو ایک مثال سے واضح اور کھولتا ہوں فرض کرو قومی سرمایہ کی مقدار ۲۰ لاکھ ہے اور اس میں سے ایک لاکھ کی رقم ہر سال نکلے چلی جاتی ہے تو صاف ظاہر ہے کہ ۲۰ سال میں یہ سرمایہ ختم ہو جائیگا۔ کہا جائیگا کہ بیس سال کے اندر قومی سرمایہ میں بھی افزائش ہوگی مگر اس میں وہ اخراجات شامل نہیں ہونگے جو قومی سرمایہ داروں کو اپنی ضروریات کے لئے کرنے پڑتے ہیں۔ اسلئے اس پیشی کو محسوب نہیں کرنا چاہیئے۔ یا اس کو یوں سمجھ لیجئے کہ مدرسہ کے اخراجات کے لئے ہم ہر سال ۲۰ ہزار خرچ کرتے ہیں اور یہ رقم قوم کے روپیہ میں سے نکل جاتی ہے اور اس کی جگہ کوئی رقم داخل نہیں ہوتی۔ تو یہ صریح کمی قومی سرمایہ کی ہے یا نہیں۔ یہ مسئلہ علم اقتصاد کا ہے تاہم ایسا نہیں کہ سمجھ میں نہ آسکے

پس اس نقصان کو جو قومی سرمایہ کیلئے خطرناک نقصان ہے بلکہ قومی ضرورتوں میں بھی دقتیں پیدا ہوتی ہیں۔ اسقدر اس نقصان کا انسداد اور قومی ضرورتوں کا دور کرنا بجز اسکے نہیں ہو سکتا کہ

انجمن کے ہاتھ میں مستقل سرمایہ ہو

اور انجمن کسی کام میں اس سرمایہ کو لگا کر اسے آمدنی کا ذریعہ بنائے۔ انجمن کے روپیہ کا یوں ہی بیکار پڑا رہنا کسی صورت میں مفید نہیں ہو سکتا۔ مگر ابھی تو انجمن کے ہاتھ میں کوئی ایسی معتدبہ رقم نہیں جس کو وہ کسی تجارتی کام میں یا ایسے محفوظ رنگ میں لگا سکے جس سے اخراجات کیلئے ایک آمدنی کی صورت پیدا ہو

میں جو کچھ کہتا ہوں خدا کے فضل سے کام کی بات کہتا ہوں اس میں غلطی کا ہونا یا اس تجویز میں کسی نقص کا ہونا بھی ممکن ہے مجھے اپنی کسی رائے یا تجویز کے مکمل اور ناقابل خطا ہونے کا دعویٰ نہیں اور نہ میں اسکو برا مانتا ہوں کہ کوئی اسپر نکتہ چینی کرے۔

اور اصل یہ ہے کہ تبادلہ خیالات سے ہی انسان صحیح نتائج پر پہنچ سکتا ہے۔ کسی قوم یا سوسائٹی کی ترقی کے لئے ضروری ہے کہ اسے اس کی غلطیوں پر اطلاع ملے۔ اس لئے میں ہمیشہ خوش ہوتا ہوں اور اپنی بہتری اور بھلائی کے لئے ضروری سمجھتا ہوں کہ کم از کم ان معاملات پر جن کا تعلق قوم کے سود اور بہبود سے ہو اُن لوگوں کو جو اہل الرائے اور اہل قلم ہیں بولنا چاہیئے۔ یہی مقصد مشورہ کا اور مجلسوں کی تہ میں کام کرتا ہے بہرحال میں جو کچھ لکھتا ہوں یہ میری ذاتی رائے ہے۔ اور ممکن ہے کہ اس میں غلطی ہو۔

میری غرض اس مضمون میں قوم کو انجمن کے لئے مستقل سرمایہ کی تجویز پر متوجہ کرنا ہے۔ اور یہ ایسی تجویز ہے کہ اگر اسپر توجہ نہ کی گئی تو قوم کے قومی سرمایہ میں معتدبہ کمی کا اندیشہ ہے۔ اشاعت اسلام کی مد میں اگر پانچسو روپیہ ماہوار کا خرچ ہو تو اس قدر سرمایہ جمع ہونا چاہیئے جو پانچسو روپیہ کی آمدنی اس سے ہو سکے۔ اور اسیطرح دوسرے اخراجات کا کفیل ہو اسی غرض کو مد نظر رکھ کر میں نے ... کی تحریک کی تھی

انجمن نے اس رقم کو جو جمع ہو خواہ وہ کسی قدر بھی ہو مستقل سرمایہ قرار دینے کی تجویز منظور کر رکھی ہے۔ لیکن یہ رقم ایسے طور پر پوری نہیں ہوئی جیسے ہونی چاہیئے تھی...

عطا کرنا پڑے اس لئے اس کام کو پوری کوشش اور توجہ سے شروع کرنا ضروری ہے۔ اور جسقدر جلد ممکن ہو پچیس ہزار روپیہ جمع ہو جاوے تاکہ اسے کسی نفع بخش کام میں لگا کر اس کی آمدنی سے کسی ایک صیغہ کے اخراجات میں سہولت پیدا ہو۔ مستقل سرمایہ کا سوال ایک ضروری سوال ہے جو قوم کو اس سال احمدیہ کانفرنس میں سوچنا ہے اور اس کے متعلق فیصلہ ہو کر کام کی صورتیں اختیار کیجاویں جس سے جلد تر یہ رقم پوری ہو جاوے۔ میں امید کرتا ہوں کہ بزرگان ملت اس تحریک کو مفید و موثر بنانے کی کوشش کرینگے ؛

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

تاثیر نماز

واضح ہو کہ ۹ - جنوری سنہ ۱۹۱۲ کو بعد سنت صبح اس عاجز کے دل پر وارد ہوا کہ نماز کے بارہ میں جو یہ آیت ہے ان الصلوٰۃ تنھیٰ عن الفحشاء والمنکر ولذکر اللہ اکبر اس کا کیا مطلب ہے۔ بجھیر کھولا گیا کہ نماز جو فحشاء سے نہیں روکتی وہ تو اصل میں نماز نہیں۔ لوگ جو نماز پڑھتے ہیں ان میں سے بہت کم ایسے ہیں جو نماز پڑھتے ہیں۔ یعنی سچے دل سے اور متوجہ ہو کر نماز پڑھتے ہیں اور خوب سمجھ کر اللہ تعالیٰ کے روبرو کھڑے ہوتے ہیں۔ اکثر لوگوں ہی تقلیدی نماز پڑھ لیتے ہیں اور زیادہ تر ٹکریں ہی مارتے ہیں۔ جو اصل طریق کو سمجھ کر خوف خدا سے نماز پڑھتا ہے نماز اسکو فحشاء اور منکر سے ضرور روکتی ہے۔ (تشریح) دیکھو یہ مثل مشہور ہے : " تخم تاثیر صحبت کا اثر " بموجب اس مثال کے تم آزما لو کہ صحبت میں تاثیر ضرور ہوتی ہے جس صحبت میں بیٹھوگے اس کی تاثیر تم میں رفتہ رفتہ ضرور پیدا ہوگی ہمارے ملک کے آخری چند بادشاہ بھڑووں اور رنڈیوں کی صحبت میں بیٹھے اور شرابخوری اور زناکاری شروع کر دی۔ آخر نامرد اور ذلیل ہو گئے اور بادشاہی مغلیہ خاندان سے جاتی رہی۔ تمام ملک سکھوں اور مرہٹوں نے تاراج کر دیا۔ آخر اللہ تعالیٰ نے انگریزوں کو آب رحمت کیطرح ہندوستان پر بھیجا اور اس ملک کو دوبارہ سرسبز کیا۔ ورنہ اگر سکھ اور مرہٹے حکمران رہتے تو آج تک مغلیہ سلطنت کے ساتھ ہی اسلام کا بھی نام و نشان مٹ جاتا اور اذان - نماز کتابوں میں درج رہجاتیں۔ کوئی انکا عامل نہ رہتا۔ صحبت کی تاثیر مسلم ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے اصحاب جو پہلے کفار تھے اور حیوانوں کی طرح زندگی بسر کرتے تھے کیسے شائستہ اور مہذب بنگئے جنکی مثل اولین و آخرین میں کوئی قوم نہوئی ہوگی۔ الا ماشاء اللہ پھر صحابہ و اہلبیت کے صحبت یافتہ لوگ بڑے بڑے رتبوں پر پہنچے۔ ان کا حال تذکرۃ الاولیا میں پڑھ کر دیکھلو۔ تیسری صدی تک یہ قوم کثرت سے پائی جاتی ہے۔ پھر آہستہ آہستہ گھٹتی گئی اور تیرہویں صدی میں ختم ہو گئی۔ چونکہ آخر کو سب نیک مرد رخصت ہو گئے لہذا اللہ تعالیٰ نے مسیح و مہدی کا کوشش انبیا کے خو تعلیم دیکر مکرر اسلام کو زندہ کیا چونکہ یہ ایک علیحدہ مضمون ہے لہذا اسکو ترک کر کے پھر دوبارہ تاثیر صحبت والا مسئلہ شروع کرتا ہوں۔ دنیا اور دین کی بھلائی نیک صحبت سے حاصل ہوتی ہے اور دین و دنیا کی برائی بھی صحبت بد سے ملتی ہے۔ دیکھو تم جس صحبت میں نشست و برخاست رکھوگے اس کی عادات و محاورات سے ضرور تمھیں حصہ ملیگا۔ ہیجڑوں کی صحبت سے ہیجڑے ہو جاؤگے۔ اور چھوکروں کی ہمنشینی سے چھچھورے ہیروں کی صحبت میں تمہیں کچھ نہ کچھ گانا آجاویگا اور اور قرآن خوانوں کی محفل میں بیٹھنے سے قرآن خوانی سیکھ لوگے۔ شعرا کی صحبت میں شعر کہنے لگوگے اور علماء کی صحبت میں تھوڑا بہت علم آجاویگا۔ بہادروں کے پاس رہنے سے بہادر بنجاؤگے اور بزدلوں کی صحبت سے بزدل۔ نفیس مزاجوں کے ہم نوالہ و ہم پیالہ ہو کر ضرور کچھ نفاست تم میں آجاویگی اور گندوں کے ہمسایہ میں رہکر تم گندے بنجاؤگے۔ اہلکاروں کی صحبت میں بھی تاثیر ہے اور آوارہ گردوں کی صحبت میں بھی ایک قسم کا اثر ہے۔ بھلا جب تاثیر صحبت مسلم ہے تو کیا اللہ کی جناب کی پانچ وقت کی حاضری کچھ اپنا اثر نہ دکھلائیگی۔ اور تم اس پاک کے دربار میں پانچ بار روز حاضر ہو کر کچھ پاک نہ بنوگے۔

افسوس کہ شیاطین کی صحبت کا اثر تو تم تسلیم کرتے ہو لیکن رحمٰن کی صحبت کی تاثیر قائل نہیں ؛ نہیں تمھیں ضرور قائل ہونا پڑیگا۔ پھر کیا سبب ہے کہ شیاطین کی صحبت کا اثر محسوس ہوتا ہے اور صریح نظر آتا ہے۔ لیکن رحمٰن کی صحبت کا اثر محسوس نہیں ہوتا۔ اور نظر نہیں آتا۔ اس کا سبب یہ ہے کہ لوگ رحمٰن کی صحبت میں بیٹھتے ہی نہیں۔ نماز پڑھتے ہی نہیں روزہ رکھتے ہی نہیں۔ اب بظاہر تم کہوگے کہ یہ جھوٹ ہے۔ لاکھوں کروڑوں آدمی پانچ وقت نماز پڑھتے ہیں روزہ رکھتے ہیں لیکن اصل میں آپ غلطی پر ہیں۔ یہ جو نماز پڑھتے اور روزہ رکھتے نظر آتے ہیں اصل میں نہ نماز پڑھتے ہیں نہ روزہ رکھتے ہیں۔ کیونکہ نماز اور روزہ کا حق نہیں ادا کرتے۔ سچے دل سے نماز روزہ نہیں بجا لاتے۔ رسمی طور پر یا لوگوں کے دکھاوے کے لئے اور قومی عادت کے موافق نماز میں چار ٹھونگیں مار لیتے ہیں۔ اور روزہ بھی بطور فاقہ کے رکھ لیتے ہیں ؛ دوا بھی اگر کہنہ اور کرم خوردہ ہو تو تاثیر نہیں کرتی دعا میں بھی اگر درد گداز نہو تو وہ فائدہ نہیں بخشتی۔ اور جسطرح جسمانی بیمار کے لئے دوا تجویز کرنیوالا حکیم پرہیز بھی تجویز کرتا ہے اسیطرح نماز روزہ کے ساتھ بھی پرہیزگاری شرط ہے ورنہ جس طرح بدپرہیز بیمار اچھا نہیں ہوسکتا اسیطرح بغیر تقویٰ اور پرہیزگاری کے نماز روزہ کا فائدہ مرتب نہیں ہوتا۔ اور قرب الٰہی حاصل نہیں ہوتا۔ اب ہر شخص میرے مضمون کا سننے والا آزمائش کے طور پر چالیس روز تک سچے دل سے نماز شروع کرے اور حرامخوری اور حرامکاری کے نزدیک نہ جائے۔ اور پرہیزگاری اختیار کرے ناممکن ہے کہ اسپر انوار الٰہی نازل نہوں اور وہ خود اور اس کے ہم صحبت محسوس نہ کرلیں کہ اس شخص میں ایک نیک تبدیلی پیدا ہو گئی ہے۔ مگر یہ نری آزمائش نہو بلکہ رضائے الٰہی کی خواہش ہو ورنہ اس شخص کا سا حال ہوگا جسنے ایک بھینس لینے کے وعدہ پر چالیس روز تک نماز پڑھی تھی۔ اور جب بعد چالیس روز کے بھینس نہ ملی تو نماز پڑھنے والے نے کہا کہ خیر میں نے بھی بغیر وضو کے چالیس روز تک نماز پڑھی تھی ؛

اگر سچے دل سے نماز کو بھی پڑھے تو ضرور ہے کہ وہ خدا کی صفات بقدر استعداد حاصل کریگا۔ اللہ تعالیٰ تعریف کے لائق ہے وہ بھی تعریف کے لائق بنیگا ؛ اور مزید بچے بندے اس کی ربوبیت میں داخل کئے جاوینگے۔ اس میں رحمانیت اور رحیمیت کی شان کچھ نہ کچھ آجاویگی اور مالکیت بھی بقدر اس کے ایمان کے ضرور اپنا جلوہ دکھاویگی۔ صراط مستقیم ضرور اسکو دکھایا جاویگا۔ اور انبیاء و اولیاء کی طرح اسپر انعام ہونگے۔ نہ یہود کیطرح وہ مغضوب علیہ بنیگا نہ نصاریٰ کی مانند ضال ہوگا۔ چونکہ بار بار اللہ اکبر کہتا ہے اس لئے خدا تعالیٰ اسے بڑا بنائیگا۔ اور سبحان ربی العظیم کی تکرار کرنے کے بدلے وہ پیارا رب اسے عظیم الشان کر دیگا۔ اور سبحان ربی الاعلیٰ کے بار بار پڑھنے کے باعث وہ رب العزت اسے عالیشان بناویگا۔ چونکہ سبحانک اللھم اور التحیات ہر دو رکعت کے بعد پڑھتا ہے میرا پاک پروردگار اسے دنیاوی الائشوں سے پاک کر دیگا اسکو مال اور اولاد دنیا سے پاک بخشیگا۔ چونکہ درود نماز میں اس کے رسول مقبول پر پڑھتا ہے اس لئے خدا تعالیٰ بڑھ چڑھ کر اسپر اپنی رحمتیں نازل کریگا۔ جب ایسی نماز میسر ہوگی جس کے یہ نتائج ہیں تو پھر فحشاء اور منکر کہاں پاس پھٹکینگے۔ آخر آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولذکر اللہ اکبر۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ پانچ وقت کی حاضری میں تو فحشاء اور منکر سے نجات حاصل ہوتی ہے۔ پھر اگر دوام ذکر میں بندہ مشغول ہو تو بہت ہی بڑا بنجائے۔ اللہ تعالیٰ راقم مضمون اور سننے والوں کو اپنے فضل و کرم سے صدق دل کی نماز عطا فرمائے اور دوام ذکر پر قائم کرے۔ آمین یا رب العالمین

(ناصر نواب)

الوقت میگوینز میں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آنیوالے مہدی اور مسیح کی جو بشارت دی تھی وہ تیرہ سو سال تک ایک امانت کے رنگ میں چلی آئی۔ جسقدر لوگ اہل اللہ اور باخدا اسلام میں اس سے پہلے گزرے تھے انھوں نے اپنے کشوف اور حقانی علوم کی بنا پر اس پیشگوئی کے پورا ہونے کا وقت چودھویں صدی کو ٹھہرایا۔ یہاں تک کہ بعض نے اپنی اولاد کو اس پاک وجود کو سلام پہنچانے کی وصیت کی آنیوالا اپنے وقت پر آیا اور جو کام خدا تعالیٰ نے اس کے سپرد کیا تھا اسکو کرکے اپنے وقت پر مرفوع ہو گیا۔ دیکھنے والوں نے اسکو دیکھا اور شناخت کیا۔ مگر بہتوں نے اسے دیکھا چونکہ وہ انسان جیسا ہی انسان تھا اس لئے وہ اس میں اپنے خیال کے موافق کوئی اچنبھا اور عجوبہ نہ پاکر اس سے متنفر رہے یہ اسپر ہی موقوف نہ تھا ہر آنے والے کے لئے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے آیا کرتا ہے یہی مقدر ہوتا ہے اور وہ اپنے وقت میں انھیں نفوس کی شناخت میں آتا ہے جو نہایت باریک بین ہوتے اور نور فراست رکھتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہر طرح سے قوم کو سمجھایا مگر آنکھوں والوں نے شناخت کرنا تھا نہ کیا اس لئے وہ پکارا

> امروز قوم من نہ شناسد مقام من
> روزے بگریہ یاد کند وقت خوشترم

یہ شعر ایک کیفیت اپنے اندر رکھتا ہے۔ جو اسوقت پیدا ہوگی جب انتظار کرنے والوں کی آرزوؤں پر پانی پھر جائیگا۔ زمین سے جو نشانات اس موعود کی تصدیق کے لئے ضروری تھے وہ پورے ہوئے آسمان نے شہادت دی۔ مگر دیکھنے والوں نے کہدیا ابھی نہیں۔

وہ لوگ جو اس کے منکروں میں داخل ہوئے ان کی حالت بہت ہی واجب الرحم ہو رہی ہے۔ وہ سخت مشکلات میں ہیں۔ اس مضمون کی تحریک مجھے اس رسالہ سے ہوئی جو حال میں خواجہ حسن نظامی آل انڈیا صوفی کانفرنس کے سکرٹری صاحب نے شیخ سنوسی اور ظہور حضرت امام مہدی آخر الزماں کے نام سے شائع کیا ہے یہ رسالہ حلقہ نظام المشائخ دہلی سے ۲ / پر مل سکتا ہے پچھلے دنوں خواجہ صاحب بلاد اسلامیہ کی سیاحت کے لئے گئے تھے اور ان کی غرض اپنے سلسلہ کی اشاعت اور تبلیغ تھی۔ اس سفر میں وہ مصر بیت المقدس۔ دمشق اور مدینہ منورہ کے بعض بزرگوں سے ملے ہیں انھوں نے اپنے کشوف یا الہامات یا قیاسات کی بنا پر ظہور امام مہدی کے متعلق فرمایا۔ وہ خواجہ صاحب نے اس میں درج کر دیا ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ خواجہ حسن نظامی کو یہ بھی علم تھا اور خوب علم تھا کہ ہندوستان میں ایک مہدی و مسیح آیا۔ وہ اگر اعتقاد نہ رکھتے تھے تو کم از کم اُن بزرگوں سے اتنا تو کہ سکتے تھے کہ ہندوستان میں ایک بزرگ نے ایسا دعویٰ کیا ہے تب انھیں ان خیالات کا اندازہ معلوم ہو جاتا۔ مگر وہ معذور بھی تھے۔ اس لئے کہ انکو اس کی ضرورت نہ تھی۔ یہ کام تو کسی احمدی کا ہو سکتا تھا اور ہو سکتا ہے۔ جو ان ممالک میں تبلیغ کے لئے نکلے اور ایسی حالت میں کہ ان ممالک کے لوگ ظہور مہدی کے لئے آجکل ہی انتظار کرتے ہیں یہ بڑا اہم امر ہے کہ ان کو یہ خوشخبری پہنچائی جاوے کہ آنیوالا آگیا۔ یہ کام جو اسوقت ہم کو کرنا چاہیے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی زندگی میں ہمیشہ اسلامی ممالک میں تبلیغ کے لئے کوشش کرتے رہے۔ اور کم از کم کوئی نہ کوئی کتاب اور رسالہ تیار کرکے بھیجتے تھے آپکے بعد یہ سلسلہ قریبًا بند ہے۔ حالانکہ اب اس کی بہت ضرورت ہے۔ یہ امر تو ایک جملہ معترضہ کے طور پر میں کہہ گیا۔ میں اس مضمون میں ان بزرگوں کے خیالات کو ظاہر کرنا چاہتا ہوں جو انھوں نے ظہور مہدی کے متعلق اپنے علم کی بنا پر ظاہر کئے ہیں۔

شیخ توفیق بکری شیخ المشائخ مصر کی بابت خواجہ حسن نظامی صاحب نے اپنے رسالہ کے صفحہ ۵ پر ان الفاظ میں کہی ہے۔ "رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے موافق اسلام کی بہتری کا زمانہ قریب آگیا۔ پستی و افسردگی کا دور ختم ہوا۔ اور زمانہ اب اہل اسلام کے ہر طبقہ میں حرکت پیدا کر رہا ہے۔ اس گروہ کو بھی ہاتھ پاؤں ہلانے چاہئیں۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی پیشوائی کا منصب عطا فرمایا ہے۔ مشائخ طریقت کو مسلمین کا دایاں ہاتھ بننا چاہیے" الخ

حضرت توفیق بکری کے بعد متعدد مشائخ صوفیہ سے ملاقاتیں ہوئیں۔ اور ان سب کو اسی خیال میں سرشار دیکھا گیا۔ کہ دنیا کا یہ دور قریب الختم ہے۔ قیامت کی منزل نزدیک آگئی ہے۔ اور مسلمانوں کا پہلو دوسرا شاندار رنگ بدلنے والا ہے"

پھر اہل مصر کے خیالات کو یوں ظاہر کیا ہے:۔ "وہ اہل مصر ہم مسلمانان ہند سے زیادہ یورپ کی رفتار زندگی اور حرکت عملی کو سمجھتے ہیں اور ہم سے بڑھکر مسلمانوں کی عام پستی و افسردگی کا علاج ڈھونڈ رہے ہیں۔ اسواسطے طریقہ کی

سنوسی تحریک

کا نشو و نما کچھ تعجب خیز نہیں۔ انقلاب ایام کے اقتضاء نے طریقہ والوں کو اپنی حالت سنبھالنے پر خود بخود متوجہ کر دیا ہے وہ اہل ہند کی طرح متعصب نہیں ہیں عیسائی اور یہودیوں کے ساتھ کھانے پینے میں انھیں کچھ باک نہیں مغربی علوم کی دلدادگی میں سب سے آگے ہیں ان کے جذبات ترقی سائنس کی ایجادوں کو دیکھکر اُبلے پڑتے ہیں لیکن ساتھ ہی مغربی تمدن کے ناگوار اور خلاف مذہب اثرات کے دل سے دشمن ہیں۔ جب وہ دیکھتے ہیں کہ قاہرہ کے بازاروں میں کھلم کھلا مسلمان شراب پیتے ہیں۔ ان کی عورتیں پردہ سے آزاد ہوتی جاتی ہیں تو وہ اس کا الزام مغربی تمدن پر لگاتے ہیں۔ اور انھیں واقعات سے ان کو رسول مقبول صلعم کی وہ پیشگوئی یاد آتی ہے کہ قیامت کے قریب علانیہ شراب پی جائیگی۔ اور بے شرمی و بیحیائی کو عیب نہ سمجھا جائیگا۔ اس پیشگوئی کی صداقت کے یقین سے ان کا اس نتیجہ پر پہنچنا بالکل حق بجانب ہے کہ ان خرابیوں کا دور کرنیوالا

امام آخر الزماں

ہے۔ امام آخر الزماں یعنی حضرت امام مہدی کا ظہور ان کے عقیدہ میں بہت جلدی ہونیوالا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت امام مہدی دنیا کی تمام تاریکیوں کو دور کرنیوالے ہیں۔ دنیا نے مادی حالت میں خوب روشنی بڑھائی ہے مگر روحانی اور باطنی عالم میں اندھیرا چھایا ہوا ہے۔ جو دن بدن بڑھتا جاتا ہے۔ حضرت امام اس ظلمت کو نور بنانے دنیا میں آتے ہیں لیکن وہ بھی ہمارے رسول صلعم کی طرح ایک بشر ہیں۔ ان کے بھی سب کام آدمیوں کی مثل اسباب و ذرائع کے ماتحت ہونگے۔ یہ نہوگا کہ ایک پھونک مارکر سب تاریکیوں کو دور کردیں لہذا ہمکو ان کی اعانت کے لئے طیار ہوجانا چاہیئے۔ اور وہ طیاری یہ ہے کہ اپنی حالتوں کو درست کریں۔ نیچے اور ہندوستانی مسلمانوں کا نمونہ بنیں۔ نئی روشنی کے علوم حاصل کریں اور سوچیں کہ کن اسباب سے مسلمان نئی روشنی کی برائیوں سے محفوظ رہ سکتے ہیں"

بیت المقدس کے کسی بزرگ بخاری کا تذکرہ خواجہ صاحب نے اسطرح کیا ہے:۔ "ایک دن خاص حرم کے اندر ایک بخاری بزرگ سے ملاقات ہوئی یہ حضرت بڑے جہاندیدہ اور صاحب فہم و فراست معلوم ہوتے تھے عرصہ دراز سے مدینہ شریف میں اقامت اختیار کی ہے۔ جب میں نے روسی طریق حکمرانی کی نسبت سوالات کئے تو بخاری صاحب نے عجیب مؤثر الفاظ میں تقریر کی اور فرمایا ہم لوگ حکمرانوں کو نہیں دیکھا کرتے کہ وہ اچھے ہیں یا برے بلکہ خود اپنی حالتوں پر غور کرتے ہیں کہ آیا ہم میں وہ اہلیت ہے یا نہیں جس کے سبب خدا تعالیٰ ہم کو عادل اور باعدل بادشاہت عطا کرے۔ کیونکہ اس کا وعدہ ہے کہ نیک بندوں کے اعمال پر حکام کا تقرر منحصر ہے۔ اور فرمایا میں نے جو اپنا گھر چھوڑ کر مدینہ شریف کی اقامت اختیار کی ہے اس کا سبب یہی ہے کہ مجھکو اس طاقت ازلی کے ظہور کا انتظار ہے جو ہم سب کو اپنی پاکیزہ روحانیت سے صاف و شستہ کر دے۔ کیونکہ ابر ہماری بیحد بھرے ہوئے

نیز اسکو کہ کیسا ہرگز پہلے آسکے۔ مدینہ منورہ میں ایک کتب خانہ ہے تم وہاں جاؤ تو متولی صاحب سے مخطوطہ بخاری نام ایک کتاب مانگنا اور دیکھنا کہ اس میں کیا لکھا ہے۔ اگرچہ متولی صاحب انکار کرینگے اور انکو دکھانے میں تامل ہوگا لیکن جب میرا نام لوگے تو وہ دکھا دینگے۔ میں نے کہا آپ نے تو اسکو دیکھا ہوگا خود ہی فرما دیجئے کہ آخر اس میں ایسی خاص کیا بات ہے فرمایا مخطوطہ بخاری میں علاوہ چند خاص یادداشتوں کے ایک یادداشت یہ ہے کہ چودہویں صدی کے دوسرے ثلث میں حضرت امام مہدی کا ظہور ہوگا ان کے ظہور سے عیسائیوں کی وہ حکومت جو سب سے زیادہ مسلمانوں پر حاکم ہوگی اسلام اختیار کریگی ملو رست سے پہلا شخص جو حضرت امام کے دست مقدس کو کعبہ کے پہاڑ کے نیچے بوسہ دیگا وہ اس نو مسلم بادشاہ کا ایلچی ہوگا۔

دمشق کے مدرسہ حضرت امام نووی محدث کے ایک بزرگ کی شہادت :- دمشق میں حضرت امام نووی محدث کے مدرسہ میں ایک بزرگ حضرت مولانا بدرالدین نامی ہیں۔ آپ تمام ملک شام میں ممتاز محدث اور زبردست فاضل ہونے کے علاوہ صاحب کشف و کرامات اور امد غیبی خبریں دینے والے مانے جاتے ہیں میری انکی عجیب پیرایہ سے ملاقات ہوئی۔ خانقاہ کے حجرے میں بیٹھے ہوئے تھے چاروں طرف کتابوں کا ڈھیر تھا۔ سامنے مولوی محمد یحییٰ صاحب خادم خاص بیٹھے تھے حضرت نے مجھکو بھی ایک پہلو میں بٹھا لیا اور اس طریق سے باتیں شروع کیں کہ خطاب مجھ سے کرتے اور دیکھتے اپنے خادم کی طرف اور خادم صاحب انھیں الفاظ کو دوبارہ مجھ سے نقل کرتے جاتے تھے۔ حضرت کی اس عجیب غریب روش نے مجھکو بہت متعجب کیا اس کے بعد جب سلسلہ کلام جاری ہوا تو اور بھی زیادہ حیرت ہوئی کیونکہ حضرت نے زمانہ آئندہ کے نسبت سنسنی خیز خبریں ارشاد فرمائیں جنکا ماحصل یہ تھا کہ قیامت قریب آگئی بہشت بھی آراستہ ہوگئی دوزخ بھی بھڑکائی جاچکی دنیا پر تاریکی نے اس سرے سے اس سرے تک قبضہ کرلیا اب آفتاب رسالت کا برزخ کعبہ کے میدانوں میں جلوہ افروز ہوا چاہتا ہے۔ اے ہندوستانیو! تمھاری آنکھ کھلی یا نہیں کھلی نیند بھری یا نہیں بھری اسو چکے اٹھو سکیا تم اسیواسطے آئے ہو کہ میرا پیام اہل ہند کو پہنچا دو ۔ خواجہ صاحب نے شیخ سنوسی کے متبعین میں سے ایک بزرگ کی شہادت بھی لکھی ہے جو اسی سنہ ۱۳۳۰ھ میں امام مہدی کا ظہور یقینی کرتے ہیں۔ ان شہادتوں کے بعد ان شہادتوں سے کچھ بھی ظاہر ہوا اتنا پتہ چلتا ہے کہ زمین اس پاک وجود کے لئے بیقرار ہے اور جلد آ پہنچی ہے فی الواقع وہ ضرورت آج نہیں گذشتہ صدی کے آخر سے پیدا ہوگئی تھی لہذا خدا تعالیٰ نے اپنے وقت پر اس ضرورت کو پورا کیا۔ اسوقت اگر ان ممالک میں مہدی کی تبلیغ کیجاوے اور انہیں بتایا جاوے کہ آنیوالا آچکا ہے تو خدا کے فضل سے بعید نہیں کہ بہت سی مستعد روحیں قبول کریں مگر اس کے لئے ضرورت ہے کسی ایسے انسان کی جو اس مقصد کے لئے اپنی زندگی وقف کرے اور خدا کی راہ میں نکل کھڑا ہو۔ میں نے یہ مضمون اس غرض سے لکھا ہے کہ سوچنے والے سوچیں اور دیکھیں کہ **ہم اسوقت کیا کرسکتے ہیں** خدا ہی کے متعلق ہے جو کچھ ہوگا ہوگا۔ خدا تعالیٰ کی نصرت اور تائید کی ہوائیں چل رہی ہیں وہ وقت قریب معلوم ہوتا ہے کہ آفاق میں حضرت مسیح موعود کا نام پہنچے اور دنیا کے کناروں تک اس کی تبلیغ چلی جائے (خدا کرے کہ ہم بھی ان مبلغین میں شامل ہوں آمین) ضرورت ہے کہ اس مضمون پر مختلف رائیں ظاہر ہوں۔ جنکو خدا تعالیٰ نے غور و فکر کی قوتیں دی ہیں وہ اپنی خداداد قوتوں سے کام لیں اور اپنی راؤں کو ظاہر کریں۔

امرتسر ٹمپرنس سوسائٹی اور کارونیشن دربار دہلی

(سلسلہ کیلئے ملاحظہ ہو الحکم ۷ جنوری ۱۹۱۲)

دارالسلطنت دہلی - اسے انگلینڈ سے صرف اسی مبارک تقریب میں شامل ہونے کے لئے تشریف لائے۔ کثیر التعداد احباب ڈرامہ کو دیکھکر محظوظ ہوئے۔ تھیٹر ہال میں ۱۵۰۰ اشخاص ڈراما دیکھ سکتے تھے۔ ۱۲ دسمبر کو ایک میٹنگ ہوئی جس میں شہنشاہ ہند اور ملکہ معظمہ کی درازی عمر اقبال دولت اور جاہ و جلال کی دعا مانگی گئی اس موقعہ پر خوب رونق ہوئی تقریباً ۵۰ ہزار انگریزی۔ اردو اور گورمکھی ٹمپرنس ٹریکٹ تقسیم کئے گئے جنمیں بہت سے اس موقعہ کیلئے طیار کئے گئے تھے۔ عوام میں تقسیم کئے گئے۔ دو ہزار میڈلینز جس کے اردگرد ٹمپرنس ماٹو۔ فوارہ بوتل اور ستون اور درمیان میں نہایت خوبصورت شہنشاہ معظم کی شبیہ تھی جس کے نیچے "خدا بادشاہ کو سلامت رکھے" لکھا ہوا تھا یہ میڈلینز ریاست کلسیہ کی طرف سے بوساطت سردار سنت سنگھ پریزیڈنٹ کونسل جو سوسائٹی کو تقسیم کرنیکے لئے ملے تھے بانٹے گئے تھے۔ ایک ریڈ لیٹر ریٹنیفٹ نامہ تمام والیان ریاست ہائے ہند اور عمائدین ملک کی خدمت میں ارسال کیا گیا کہ وہ اپنے اپنے حلقہ اثر میں شرابخواری کے خلاف کوشش کریں۔ اور پرہیزگاری پھیلاویں جس سے رعایا کے دلوں سے شہنشاہ معظم اور حکام کے لئے اقبال اور درازی عمر کی دعائیں نکلینگی۔ جس سے بڑھکر ایسے نیک موقعہ کے لئے اور کوئی یادگار نہیں ہوسکتی۔

چنانچہ اس کار عظیم میں اگرچہ امرتسر ٹمپرنس سوسائٹی کا گیارہ ہزار روپیہ خرچ ہوا مگر کام نہایت مفید اور موثر ہوا۔ اس تمام کامیابی کا ذریعہ ہمارے صوبہ کے عالیجناب سر لوئیس ڈین صاحب بہادر لفٹنٹ گورنر پنجاب ہیں جن کی مہربانی سے ایسا موقعہ خدمت کا نصیب ہوا نیز تمام ممبران ہمدردان معاونان امرتسر ٹمپرنس سوسائٹی جن کی امداد سے ایسی کامیابی حاصل ہوئی۔

نیازمند نندلال آنریری سکرٹری امرتسر ٹمپرنس سوسائٹی

ایک عجیب کتاب قرآنمجید کی بینظیر خدمت

قرآن مجید کیخدمت کے لئے جس دل میں جوش اور جس ہاتھ میں قوت پیدا ہو وہ نہایت ہی مبارک ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک مخلص اور وفادار خادم مولوی جلال الدین صاحب مرحوم ساکن بلانی نے ایک تخریج الآیات لکھی تھی جو اسوقت تک شائع نہیں ہو سکی۔ حضرت خلیفۃ المسیح چاہتے ہیں کہ ایسی بابرکت اور مفید کتاب شائع ہو آپ کے استصواب سے جو انشاء مولوی جلال الدین کے صاحبزادگان نے دیباچہ میں اسے عام اطلاع کیلئے شائع کرتا ہوں۔ احباب کو چاہیئے کہ اس کتاب کی اشاعت کیلئے مدد دینے میں توقف نہ کریں۔ اللہ انھیں بہترین جزا دیگا۔

بتصدیق حضرت خلیفۃ المسیح میں تصدیق کرتا ہوں کہ یہ واقعی امر کا اظہار ہے۔ ہم نے بہت تخریج الآیات اور نجوم القرآن اور جرمن کا انڈکس بھی دیکھا ہے اس کے قریب قریب بھی وہ مفید نہیں۔ یہ میرے علم کی بات ہے ممکن ہو کہ اور کوئی ایسی کتاب ہو اور میرے علم میں نہو۔ میں خود دس حصہ اور میرا بیٹا دس حصہ کے خریدار ہوتے ہیں نورالدین

اشتہار

ہمارے والد مرحوم کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور میں جو عشق و محبت حاصل تھی اس سے حضرت کے پرانے خدام بخوبی واقف ہیں حضرت جب مجلس میں کسی آیت کا ماسبق اور مابعد دریافت کرتے اور حفاظ کو بھی اس میں ذرا دیر لگتی تو ہمارے والد کے دل میں یہ جوش پیدا ہوتا کہ ایک ایسی کتاب تخریج الآیات کی تیار کیجاوے جس سے ہر ایک آیت حسب ضرورت فوراً نکل آیا کرے۔ چنانچہ اس کام کو شروع کیا اور تخریج الآیات کے واسطے قرآن مجید کے الفاظ کو بہ لحاظ حروف تہجی جتنی دفعہ ہر ایک حرف آیا ہو تیرہ سال کی محنت اور جانفشانی سے ترتیب دیا کہ نمبر سپارہ۔ رکوع۔ سپارہ نمبر رکوع۔ سورہ نام سورہ و نمبر آیت قرآن کریم کا حوالہ دیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح سلمہ اللہ تعالیٰ نے اس بیمثل کتاب کو بہت ہی پسند فرمایا۔ جیسا کہ آپ کی تصدیق سے ظاہر ہے۔ مگر افسوس کہ اس کار خیر کے اختتام پر جلدی ہی والد بزرگوار کا خاتمہ بالخیر ہوا انا للہ و انا الیہ راجعون اب ہمیں اسقدر استطاعت نہیں کہ ہم اس بے بہا کتاب کو اپنی خرچ سے شائع کریں۔ اسواسطے بمشورہ حضرت خلیفۃ المسیح قرار پایا ہے کہ مبلغ تین ہزار روپیہ کے حصص جمع کئے جاویں اور ہر ایک حصہ پانچ روپے کا ہو ہر ایک حصہ دار کو کتاب کے اٹھ جانے پر انشاء اللہ تعالیٰ حسب رسد حصص نصف منافع دیا جاویگا یا جو احباب پسند فرماوینگے کہ وہ اپنے حصص کی کتابیں خرید لیں انکو کتابیں دیدی جاوینگی۔ اور ہر ایک حصہ دار کو ایک جلد کتاب خریدنی ضرور ہوگی۔ دو ہزار روپیہ جمع ہونے پر

ماء اللحم عنبری

ان سب شکایتوں کو دور کرنے کے لئے

حبوب طاعون

مصدقہ ہیلتھ آفیسر لکھنؤ

یہ مفید گولیاں ہر سال اودھ شفاخانہ سے عام طور مفت تقسیم ہوتی ہیں۔

۲۴ گولیوں کی صرف ایک روپیہ

ماء اللحم عنبری دو آتشہ

ماء اللحم عنبری دو آتشہ

اودھ شفاخانہ امین

تمام فرمائشیں بنام سپرنٹنڈنٹ اودھ شفاخانہ لکھنؤ آنی چاہئیں

اشتہاری